بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ ھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾

خلاصہ: یہ امن دینے والا شہر (مکہ بکہ) انجیر کے باغات زیتون کے باغات اور طور سینا کی پہاڑیوں کے علائقہ میں واقع ہے۔

مکہ

وادیء غیر ذی زرع

اور طور سینا کے علائقہ میں واقع ہے

عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی ولیج خیر محمد بوہیو تعلقہ وضلعہ نوشہر وفیروز سندھ

0304-3532023

قیمت 50 روپیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤی اَلۡقَی الشَّیۡطٰنُ فِیۡۤ اُمۡنِیَّتِہٖ ۚ فَیَنۡسَخُ اللّٰہُ مَا یُلۡقِی الشَّیۡطٰنُ ثُمَّ یُحۡکِمُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿ۙ۵۲﴾ (22-52) خلاصہ جناب قارئین! سورت حج کی اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے نبی تجھ سے پہلے ایسا کوئی بھی رسول اور نبی ہم نے نہیں بھیجا جس نے اپنی بڑی تمنائوں سے اور آرزوں سے اسے ملے ہوئے علم وحی کو لوگوں تک نہ پہنچایا ہو۔ لیکن جب جب بھی اسنے اپنا فریضہ رسالت پورا کیا تو اسکی وفات کے بعد شیطان قسم کی پیشوائیت نے اسکی آرزو بھری تعلیم میں ضرور گڑبڑ کی ہے۔ پھر اسکے بعد رب تعالیٰ کسی اور نبی کو لاکر اسکے ذریعے گڑبڑ والی ملاوٹوں کو منسوخ کر دیتا تھا جو خالص شیطانی القائات ہی ہوتے تھے اللہ اپنے اس عمل سے دوبارہ اور بار بار اپنے علم وحی کی تعلیم کو محکم اور مستحکم بنا دیتا تھا اس بنا پر جو رب تعالیٰ علیم اور حکمت والا بھی ہے۔ میں اپنے اوپر فرض سمجھتا ہوں کہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے بعد رب تعالیٰ نے جو قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے (9-15) اسکے بعد کی روئیداد کے بارے میں کچھ عرض کروں وہ یہ کہ اللہ نے اپنی حفاظت کی ذمہ داری سے متن قرآن کو خرد برد ہونے سے بجا طور بچایا ہے اسکے علاوہ متن قرآن کی معانی اور مفاہیم میں حسب سابق شیطانی قسم کے دانشوروں نے مغالطے ڈالنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ساتھ میں قرآن کو ناقص مجمل مغلق اور نہ سمجھ میں آنیوالی کتاب کی پروپگنڈہ میں بھی کوئی کمی نہیں چھوڑی ان قرآن مخالف شیاطین دشمنوں کی علمی خیانتوں کی کچھ مثالوں کے بعد میں اصل مدعا پر آئوں گا تاکہ قارئین لوگ شیطانی سازشوں کے اب تک جاری رہنے کا مشاہدہ کر سکیں۔

محترم قارئین! علم حدیث کی مشہور کتاب مسلم کے جلد اول کے شروع میں ایک باب ہے جس کا نام ہے النھی عن الروایة عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملھا۔ یعنی ضعیف راویوں سے روایت کرنے کی منع ہے اور ایسی روایات کے بیان کرنے میں احتیاط کے بارے میں۔ پھر اس باب کے غالباً تیسرے نمبر پر امام مسلم نے خود ہی ایک حدیث لائی ہے کہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال ان فی البحر شیاطین مسجونة اوثقھا سلیمان یوشك ان تخرج فتقرأ علی الناس قرانا۔ یعنی عمرو بن العاص کے بیٹے عبداللہ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ سمندر میں شیطانوں کو سلیمان (علیہ السلام) نے قید کیا ہوا ہے گمان ہے کہ وہ نکلیں پھر لوگوں کو قرآن پڑھکر سنائیں۔ اب اس حدیث سے قارئین حضرات امام مسلم کی قرآن حکیم کے متعلق جو سوچ اور ذہنیت سامنے آئی ہے نیز قرآن پڑھنے پڑھانے سیکھنے سکھانے والوں کے متعلق جو سوچ قائم ہوتی ہے اسکے بارے میں غور فرمائیں کہ یہ علم حدیث کے امام لوگ اللہ کی کتاب قرآن کے بارے میں انسانوں کو کیا نظریہ دینا چاہتے ہیں اور خود بھی امام مافیا والے قرآن کے کتنی حد تک دشمن ہیں کاش جو امت مسلمہ پر چھائی ہوئی اتحاد ثلاثہ یہودی مجوسی نصاریٰ کی قیادت مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم میں امت کی نئی نسل کو پہلے قرآن سے مسائل حیات پڑھنے اور سیکھنے کی بندش نہ ڈالتی تو پھر دنیا دیکھتی کہ انکے اماموں کی روایات اور فقہوں کی حیثیت کیا بنتی ہے امت کے دانشوروں پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر چڑھے ہوئے امامی تالوں کو توڑ دیں۔

جناب پیغمبر آخر الزمان پر اور قانون قرآن پر امامی حملہ کا مختصر حوالہ پیش کروں کہ امام بخاری نے جناب رسول کے ساتھ عائشہ کی منگنی اسکی چھ سال کی عمر میں کی حدیث لکھی ہے اور بیاہ کی عمر عائشہ کی نو سال کی عمر میں لکھی ہے اگر بخاری کی ان حدیثوں کو تسلیم کیا جائے گا تو جناب رسول اللہ پر قرآن حکیم کی مخالفت کا الزام آجائے گا کیونکہ سورت النساء کی آیت نمبر 6 میں فرمایا گیا ہے کہ یتیم کا اپنے مال سنبھالنے کیلئے نکاح کی عمر کو پہنچنا ضروری ہے وہ بھی صرف نکاح والی بلوغت جسمانی نہیں بلکہ جسمانی بلوغت کے ساتھ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ (4-6) یعنی جسمانی بلوغت کے بعد ذہنی رشد بھی ضروری ہے اس سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کو جسمانی بلوغت اور پختگی حاصل ہے لیکن ذہنی طور پر وہ نابالغ ہے تو ایسے آدمی کو نہ بیوی دی جائے گی نہ ہی مال دیا جائے گا۔ اس آیت کے حوالہ سے قرآن حکیم نے نکاح کی عمر کلیئر طور پر سمجھادی بلکہ جسمانی بلوغت کے ساتھ جو اضافی بات ذہنی رشد کی بتائی یہ تو اور کسی مذہبی اسکول والوں نے اتنی وضاحت سے نہیں سمجھائی ہے جتنی قرآن نے سمجھائی ہے۔ میں اس مضمون میں جس اصل موضوع پر آنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دین خالص صرف قرآن میں ہے قرآن سے باہر دین نہیں ہے (3-39) (5-45) سو میری جو دعوی ہے کہ علم حدیث اور امامی فقہوں نے اسلام کی تاریخ اور فلسفہ کا اتنا تو ستیاناس کیا ہے جو دنیا کے لوگ اسلام کے خلاف جتنی بھی شکایتیں کرتے ہیں حوالاجات کے لئے وہ امامی علوم کی روایات ہی پیش کرتے ہیں جن کا اسلامی علم سے کوئی تعلق نہیں ہے سو امامی علوم کے اندر جناب رسول علیہ السلام اور

اصحاب رسول پر جو تبرا کی روایات ہیں اس کے لئے میری کتاب "امامی علوم اور قراٰن" پڑھی جائے پھر توجہ فرمائیں کہ امامی علوم کے تخلیق کار ابن جریر طبری، ابن شہاب زہری، امام بخاری، امام مسلم جن کی روایات کا اوڑھنا بچھونا ہی تبرا اور گالیاں ہیں تو بتایا جائے کہ ایسے لوگوں نے اسلام کا تعارف کونسا صحیح اور خیر خواہی پر مبنی کرایا ہوگا ان روایت ساز اور روایت باز اماموں نے قراٰن حکیم کے دی ہوئے سیاسی رہنمائی کے پروگرام کی علمی اصطلاحوں کو ایک ایک کرکے بگاڑا ہے انھوں نے صلوٰۃ کا ترجمہ بگاڑا ہے زکوٰۃ کا ترجمہ بگاڑا ہے حج کا عمرہ کا مسجد کا طواف کا اعتکاف کا یہ والی جملہ اصطلاحات سیاسی نظام سے وابستہ ہیں جو حج عدالتی اور حکمرانی امور کے معنی ومفہوم کی اصطلاح ہے مسجد درالحکومت اور عدالت کو کہا جاتا ہے پھر خواہ وہ گھاس اور تنکوں کے چھاپرے سے بنائی جائے یا اعلیٰ قسم کی بلڈنگ ہو۔

سعودی حکومت کا موجودہ مکہ قراٰن والا مکہ نہیں ہے۔

قراٰن حکیم نے مولد رسول ابراہیمی مکہ کا نام بلد امین کے ساتھ مکہ اور بکہ بتایا ہے علم اللغات کے بڑے عالم راغب نے حروف با اور میم کا ایک دوسرے کے بدلہ میں استعمال ہونے کو جائز لکھا ہے جس کا مثال ایک تو خود قراٰن سے یہ مثال سورت فتح اٰیت 24 اور سورت آل عمران کی اٰیت نمبر 96 سے پڑھا جائے دوسری مثال لازب کو لازم بھی کہا جاتا ہے سبد اور سمد کی معنی بھی ایک ہے۔

قراٰن حکیم نے مولد رسول مکہ کی جو ایک نشانی جناب ابراہیم علیہ السلام کی بنائی ہوئی مسجد الحرام قرار دی ہے یہ مکہ سعودی حکومت کا موجودہ مکہ

نہیں ہے۔ اس لئے کہ موجودہ مکہ کی مسجد الحرام ابراہیمی مقاصد جن کو قرآن نے لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ (22-28) قرار دیا ہے وہ اس پر فٹ نہیں آتی۔ وہ اس طرح کہ مسجد الحرام یعنی مسجد محترم اور معزز جو اپنے مقاصد میں عدالت عالیہ ہے کیپیٹل پوائنٹ ہے اس کے لئے قرآن نے فرمایا ہے کہ سَوَآءَ ۨالۡعَاكِفُ فِيۡهِ وَ الۡبَادِ ؕ (22-25) یعنی جس کے اندر داخلی عملہ کے لوگ اور بیرون مکہ کے لوگوں کی پہنچ اور رسائی یکساں ہو۔ سو ان مقاصد کے پیش نظر موجودہ مسجد حرام کا اندرونی فرش ہی اتنا اوپر ہے جو بغیر سیڑھی پر چڑھے وہاں تک پہنچنا مشکل ہے وہ بھی صرف بادیہ نشین مکہ سے باہر والوں کے لئے ہی نہیں بلکہ شہر کے داخلی لوگوں کے لئے بھی صورت حال باہر والوں کی طرح ہے تو بتایا جائے کہ آیت کریمہ (22-25) میں دی ہوئی مساوات موجودہ مکہ کے مسجد کے نقشہ میں ہی نہیں ہے تو معنویت والے سلوک میں کسطرح ملے گی۔

محترم قارئین! قرآن حکیم کا کئی مسائل شخصیتوں اور جغرافیائی علائقہ جات کے ناموں اور جاء وقوع کے بتانے کا انداز بڑا نرالا ہوتا ہے جن میں، میں نے جو اندازہ لگایا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے ناموں کے بغیر کسی اور تاریخی مقام اور شخصیت کا نام سے ذکر نہ کرنے کی حد تک لیتا ہے بعینہ شہروں کے نام بھی اسی طرح سو جو نام مختلف شخصیتوں اور تاریخی مقامات کے قرآن میں موجود ہیں وہ زیادہ تر اصلی ناموں کے بجاء صفات اور القاب کے مفاہیم میں استعمال کئے گئے ہیں جس طرح فرعون یہ کسی ایک فرد کا نام نہیں ہے یہ صفاتی طور پر لقب ہے مصر کے حکمرانوں کا جو ایسے حکمران کئی ہوئے ہیں اس طرح عزیز بھی مصری

حکومت کے وزراء کا لقب ہوتا تھا جیسے کہ یوسف علیہ السلام جو بچپن میں مصر کی بازار میں غلام کی حیثیت میں بیچا گیا تھا وہ آگے چل کر جب مصر کا وزیر خزانہ بنتا ہے تو اسکو بھی بطور عہدہ کے عزیز مصر پکارا جاتا تھا (سورت یوسف اٰیت 78) اس طرح ذوالقرنین جو اپنے زمانہ کا عالمگیر شہنشاہ بادشاہ ہے جس کو فارس والے داراء اعظم کہہ کر لکھتے ہیں قراٰن حکیم نے اس کے لئے نبی ہونے کی بات بتانے کے باوجود (18-86) اسے سائرس کیخسرو کہنے کے بجاء ذوالقرنین کہہ کر پکارا ہے ذوالقرنین کی معنی دو قرنوں کا فاتح اور حاکم ایک قرن مغرب الشمس دوسرا مشرق کا (18-86) (18-90) لفظ قرن کی معنی ہے "سرا" یہ جاگرافیکل نام ہے جو کہ زمین کے کرہ کے دو عدد سرے ہیں سو اگر قراٰن حکیم اسکا ذوالقرنین نام نہ قرار دیتا تو فاتح عالم اور شہنشاہ کی تشریح پر اور شخصیت کے تعین پر کئی اختلاف ہو جاتے جو اب قراٰن کے بتائے ہوئے صفاتی نام سے نہیں ہو سکتے پھر مغرب الشمس کی حد بھی زمین کی وہ حد بتائی جہاں سے فِىۡ عَيۡنٍ حَمِئَةٍ (18-86) یعنی بحر اسود شروع ہوتا ہے۔ اس طرح یاجوج ماجوج بھی ایک قوم کا صفاتی نام ہے جس کی معنی ہے لوٹ کھسوٹ کرنے والے استحصال کرنے والے لٹیرے یہ روس اور جارجیا کے شمالی طرف کی یورپی نسل کی قوم کا صفاتی نام ہے اس طرح بکہ جس کا دوسرا نام مکہ بھی آیا ہے بکہ کی معنی مظلومیت کی وجہ سے رونے پیٹنے والوں کا ہجوم اور از دہام ہے اللہ عزوجل نے یہ نام بھی صفاتی تجویز فرمایا ہے ورنہ اس مقام کا کوئی یہ اصلی نام نہیں ہے قراٰن کی بتائی ہوئی جغرافیائی علامات کے لحاظ سے یہ خطاب ابراہیم علیہ السلام کا قائم کردہ بکہ مکہ اردن کے قریب واقع آر کیالاجی

کی پوائنٹ پیٹرا کے نام سے آج بھی سیر وافی الارض کی فلاسفی کی جستجو کرنے والے سیاحوں کا مرکز ہے۔

پیٹرا کے مقام کا نام بکہ کیوں؟

رب تعالیٰ نے پیٹرا کے مقام پر جناب ابراہیم علیہ السلام کی معرفت جو عالمی عدالت قائم کرائی جس میں دنیا جہان کے مظلوم روتے پیٹتے ہوئے اپنی فریادیں لے کر آتے تھے انکے لئے اللہ نے فرمایا کہ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ (3-97) ہم نے اس بکہ نامی پوائنٹ پر جو ابراہیم کی سرکردگی میں عدالت قائم کی ہے اس پوائنٹ میں اٰیات بینات ہیں ان میں سے ایک یہ کہ اس کے اندر وادیء غیر ذی ذرع ہے سو جن لوگوں نے یوٹیوب پر پیٹرا کو دیکھا ہو گا بلکہ کئی سیاح روبرو جا کر دیکھ کر بھی آئے ہیں یہ وادی ہر کوئی شخص اپنے گھر میں بیٹھے نیٹ پر بھی دیکھ سکتا ہے یہ ایسی انمٹ نشانی ہے جو اس طرح کی نشانی نہ کوئی عباسی خلافت والے بنا سکتے ہیں نہ ہی انکی حمایت والے اتحاد ثلاثہ کی ٹیم والے بنا سکتے ہیں میں یہاں امریکن اسکالر ڈان گبسن اور اسکی ٹیم کی ڈاکیومنٹری فلم بنانے والے جسکی وڈیو بھی موجود ہے کی بات کروں کہ ڈان گبسن ایک کانفرنس میں موجود عرب عالموں سے سوال کرتا ہے کہ آپ موجودہ حکومت سعودیہ کے شہر مکہ کی تاریخ میں سے آٹھ سو سال پہلے (یعنی عباسی خلافت سے پہلے) کی کوئی جاگرفیکل علامت اور شہر کے مماثل کوئی تاریخ یا علامت پیش کر سکتے ہیں جس پر جواب میں وہ کہتے ہیں کہ ایسی کوئی نشانی ہمارے لٹریچر میں موجود نہیں ہے یعنی موجودہ مکہ جناب ابراہیم اور محمد علیہما السلام والا

شہر مکہ نہیں ہے۔ میں یہاں ایک جملہ معترضہ کے طور پر عرض کروں کہ اتحاد ثلاثہ یہود نصاریٰ و مجوس ان دشمنان اسلام نے جناب ابراہیم علیہ السلام سے لیکر ایک سو بتیس ہجری قریش خلفاء کے دور کے بعد کو قائم شہر بکہ و مکہ کو مسمار کر دیا تھا اور وہاں سے دور عباسی کے قائم کردہ سعودی حکومت والے موجودہ مکہ کو چٹیل میدان میں جا کر بنادیا اور جبل ابوقبیس کی جڑ میں ایک ڈیم کے اندر اب کی والی مصنوعی مسجد حرام بھی بنادی لیکن بڑی کوششوں کے باوجود قرآن حکیم جسکی حفاظت کا اعلان اللہ نے کیا ہوا ہے (9-15) اسکا ایک حرف تو کیا ایک اعراب بھی بدل نہ سکے یعنی جبل اپنی جگہ سے ہٹادئے گئے لیکن قرآن مکمل طرح سے صحیح سلامت ہے اسکا ایک حرف بھی نہ مٹا سکے۔

محترم قارئین! میں آپکی خدمت میں آیت (97-3) کے حوالہ سے جناب ابراہیم اور جناب محمد علیہما السلام کے مکہ کی نشانیاں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ بھی جاگرافیکل علامتوں والا مکہ جس کے لئے قرآن حکیم نے فرمایا وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ ہٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ (95-1 تا 3) شہر مکہ جو بلد امین ہے یعنی جس کی مسجد الحرام نامی عدالت میں عالمی لیول کا جج ابراہیم علیہ السلام۔ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ ہر داخل ہونے والے کو امن دینے کا ذمہ دار ہے (97-3) اس شہر مکہ بکہ کی نشانیاں نوٹ کرو!! ایک یہ ہے کہ اس کے علائقہ میں انجیر کے فارم ہیں دوسری نشانی یہ کہ اسکے علائقہ میں زیتون کے بھی فارم ہیں تیسری نشانی یہ کہ اسکے پڑوس میں طور نامی جبلوں کا پہاڑی سلسلہ بھی ہے جملہ بلد امین پر ھٰذا کا اسم اشارہ جو نظر میں آنے والے مشارالیہ کے لئے ہوتا

ہے وہ مجبور کر رہا ہے کہ مکہ شہر کی پہچان کے لئے عباسیوں کے مصنوعی مکہ کی طرف 1311 کلومیٹروں کا سفر ہر گز نہ کریں ویسے ان تین نشانیوں کے علاوہ بکہ اور مکہ کے پیٹرا نامی پہاڑ کے بیچ میں وادیء غیر ذی زرع بھی ہے جسکا میں شروع میں ذکر کر چکا وہ گویا چوتھی نشانی ہوئی اور اس وادیء غیر ذی زرع کو آپ جب یوٹیوب پر دیکھیں گے تو آپ کو یہ وادی مکمل طور برساتی نالہ ندی کی طرح سمجھ میں آئے گی اور جب اس وادی کے چھیڑے کو چیک کریں گے تو وہاں وادی کے پانی جمع ہونے کا معقول ڈیم بھی پائیں گے جس کے لئے بھی قرآن حکیم نے فرمایا کہ موقعہ حج پر آپ کے اوپر بحری شکار حلال ہے اور میدانی شکار حرام ہے (سورت مائدہ آیت نمبر 96) اب بکہ اور مکہ جو کہ جارڈن کے قریب ہے طور کی پہاڑیوں کے قریب ہے جو کہ انجیر اور زیتون کے باغات کے بھی قریب واقع ہے اس پیٹرا جبل کے بیچ میں جو وادیء غیر ذی زرع ہے یعنی اس سے برساتی پانی نکلنے والا باہر کچھ فاصلہ پر جاکر ڈیم کی صورت میں بحر کے اندر جمع ہوتا ہے اسکے اندر پھر جو قدرتی حساب سے مچھلیاں ہوتی ہیں انکو قرآن حکیم نے اُحِلَّ لَکُمۡ صَیۡدُ الۡبَحۡرِ (96-5) کہا ہے یعنی تمہارے لئے بحری شکار حلال ہے ورنہ عباسی دور میں بنائے ہوئے موجودہ سعودی مکہ میں بحر یعنی دریا کہاں سے آیا جو اسکے لئے قرآن نے فرمایا ہے کہ تمہارے لئے حج کے دنوں مچھلی کا شکار حلال ہے !!!۔

اللہ نے بکہ شہر کو دوسرا نام مکہ کیوں دیا؟۔

جناب قارئین !! ویسے تو بکہ کو مکہ کہنا یہ عربی ادب کے حوالہ سے از خود جائز ہے جس کا ذکر میں عربی ادب کے امام راغب کے قول سے دے آیا ہوں

دوسرے نمبر پر لفظ بکہ میں جو مظلوموں کی آہ زاری ہے رونا پیٹنا ہے اللہ نے بکہ کی با کو میم کے ساتھ تبدیل کا عمل سورت الفتح میں کیا ہے جو موقعہ ہے فتح مکہ کے حوالہ سے آیت نمبر (24-48) کے اندر اس تبدیلی کا پسمنظر یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے جناب رسول علیہ السلام کو مکہ شہر پر لشکر کشی کے وقت منع کی تھی کہ مکہ میں خونریزی نہ کی جائے ہم مکہ کو بغیر جنگ کے مصالحت کے ذریعے سے فتح کرائیں گے وہ اس لئے کہ آپ کی ہجرت کے بعد کے عرصہ میں شہر مکہ کے کئی باسی مشرک سرداروں کی بدسلوکی کی وجہ سے ان سے نفرت کی وجہ سے مخفی طرح اسلام لاچکے تھے اگر آپ مکہ جاکر جنگ چھیڑ دیتے تو آپ کی بے خبری میں وہ مؤمن لوگ مفت میں مارے جاتے اس لئے انکو بچانے کے لئے ہم نے آپ کے اوپر جنگ کرنے کی بندش ڈالی اور مخالف سرداروں کی دلوں میں بھی مصالحت کی اہمیت بٹھائی اس طرح مخفی مومن لوگ مفت میں مارے جانے سے ہم نے بچالئے لیکن میں اللہ تو جانتا تھا کہ آگے چلکر حدیث ساز امام مافیا والے ضرور ایسی حدیثیں بنائیں گے کہ محمد نے مکہ پر حملہ کے وقت ناحق لوگ قتل کرائے خونریزی کرائی جو کہ آپ نے اے محمد علیک السلام میری طرف سے جنگ نہ کرنے کے حکم کی اطاعت میں جنگ تو نہیں کی لیکن پھر بھی اسکے باوجود امام بخاری نے حدیثیں لکھ ماری کہ جس وقت نبی پر جنگ نہ کرنے کا حکم آیا تھا تو خالد بن ولید شہر کے دوسرے کنارے پر معین تھے سو جتنے تک اسکو جنگ بندی کا پیغام وحی پہنچے اتنے تک اس نے کئی لوگ قتل کرڈالے۔ سو رب تعالیٰ نے اس موقعہ پر اٰیت کریمہ وَهُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَکَّةَ مِنْۢ بَعْدِ

اَنۡ اَظۡفَرَكُمۡ عَلَيۡهِمۡ ؕ (24-48) کے اندر بکہ نام کے بجاء حرف میم کے ساتھ بکہ کو مکہ کہا جس کے اندر یہ بتانا مقصود ہے کہ امام بخاری نے جو جھوٹی حدیث لائی ہے کہ رسول علیہ السلام کے کمانڈر خالد بن ولید نے بے خبری میں کئی لوگ قتل کر دیئے تو اگر اس جگہ بکہ کو بکہ ہی کے نام سے لایا جاتا تو امام بخاری کی جھوٹی حدیث کی تائید ہو جاتی اس لئے اللہ عزوجل نے بکہ کو مکہ کر کے لایا جس سے یہ بات بتانی مقصود ہے کہ نبی کے کمانڈر نے کسی کو بھی قتل نہیں کیا بخاری کی حدیث جھوٹی ہے سو اگر بکہ کو بجاء مکہ کے بکہ کر کے ہی لایا جاتا تو اس سے حدیث پرست بکہ کی معنی سے اپنی جھوٹی حدیث کی تائید پیش کرتے کہ فتح مکہ کے وقت خونریزی اور آہ بکاء ضرور ہوا ہے۔

قرآن کے جملہ "مقام ابراہیم" کی معنی و مفہوم میں خیانت۔

محترم قارئین! آیت کریمہ (2-124) میں جو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ یعنی اے ابراہیم میں تجھے پوری انسانی آبادی کا امام قائد اور لیڈر بنا رہا ہوں اس کے بعد والی آیت میں فرمایا کہ وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمۡنًا ؕ یعنی جس طرح اے ابراہیم تو بین الا قوامی قائد اور امام ہے اس طرح تیری عدالت بھی جملہ انسان ذات کی خاطر ہے اسکے بعد فرمایا وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ (2-125) یعنی اے ابراہیم کے وارثو اپنی ڈیوٹیوں کی رینج کو بھی بجاء تنگ دامنی اور علائقائیت کے عالمی بین الا قوامی قرار دو جس طرح ابراہیم کا منصب بی الا قوامی اور عالمی ہے۔

میں جملہ مقام ابراہیم کا مفہوم قرآن کے حوالہ سے عرض کرنے کے بعد گذارش کرتا ہوں کہ اللہ نے جو فرمایا کہ فیہ آیات بینات مقام ابراھیم تو اتحاد ثلاثہ کے ظالم دانشوروں نے مقام ابراہیم کے لئے عباسیوں کے بنائے ہوئے کعبے کے ساتھ فرضی تقدس والے حجر اسود کے قریب اندازا تین چار فوٹ کے ستون کے اوپر شیشے کے فریم میں ایک پتھر رکھا ہے جس کے اوپر آدمی کے دونوں پاؤں کے نشان تراشے گئے ہیں اور مشہور کیا گیا ہے کہ یہ ابراہیم کے پاؤں کے نشان ہیں جب وہ کعبے کی چودیواری کی چنائی کرتا تھا تو اس پتھر پر کھڑا ہو کر چنائی کرتا تھا اور اسکا بیٹا اسماعیل نیچے سے اسے پتھر اٹھا اٹھا کر دیتا جاتا تھا میں نے جب وہ پاؤں کے نشانوں والا تراشا ہوا پتھر دیکھا تو مجھے حیدرآباد سندھ میں قدم گاہ مولا علی کے گنبذ میں رکھے ہوئے پتھر پر علی کے پاؤں کے نشانات بھی یاد آ گئے۔

اب قرآن حکیم کے جملہ مقام ابراہیم کی معنوی گت اسکے پاؤں کے نشانوں سے جو آپ نے پڑھی تو بقیہ قرآنی جملہ "فیہ آیات بینات" یعنی بکہ شہر میں قائم کردہ پہلا بیت اللہ عدالت عظمیٰ جو سارے انسانوں کے لئے مرجع ہے اس کے اندر کھلی نشانیاں ہیں سو ان کھلی نشانیوں کی نشان دہی تو رب تعالیٰ نے خود ہی فرمادی کہ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ یہ بکہ ہے وہاں بلد امین مکہ ہے سو سورت التین کی یہ والی یہ آیات یعنی نشانیاں عباسیوں کے دور حکومت میں قائم کردہ سعودی حکومت والے موجودہ مکہ میں نہیں ہیں یہ تو قدیم فلسطین اور جارڈن والے علائقہ جس جگہ انجیر اور زیتون ہیں بلد امین وہاں واقع ہے، وہاں ابراہیمی اور جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کا قرآن والا مکہ اور بکہ موجود ہے۔

ابراہیمی مکہ اور شہر مدینہ المنورہ دونوں جغرافیائی لحاظ سے ارض فلسطین میں ہیں۔

ہم نے اس کتاب میں جو نقشہ قرآن حکیم کی سورت الحجر کی آیات وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ (15-97) اور فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٩﴾ کے موافق انٹرنیٹ سے اخذ کردہ دیا ہے یہ غزہ سے لیکر یمن کے قریب حضرموت تک جو ہے اس نقشہ کی شاہراہ جس کو قرآن حکیم نے امام مبین اور سبیل مقیم کہا ہے اس کے ایک سرے سے غزہ کے فوراً بعد پیٹرا نامی پہاڑ پر جناب ابراہیم کا قرآن والا مکہ بکہ ہے۔

قرآن حکیم کی اصطلاح میں وحی کے نازل ہونے والی انبیاء کی زمین کو ارض مقدس کہا گیا ہے۔

قرآن حکیم نے صرف دو علائقوں کی زمین کو مقدس قرار دیا ہے ایک مدین کے علائقہ میں وادیء طویٰ کو موسیٰ سے ہم کلام ہوتے وقت بحوالہ (سورت

النازعات آیت 79) دوسرا جناب موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے اپنی قوم کو دریا پار کرا کر آئے تو قوم والوں کو کہا يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِىْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (5-21) موسیٰ کا یہ حکم اپنی قوم کو جو فلسطین میں داخل ہونے کا ہے تو موسیٰ سے پہلے وہاں قوم ہود قوم صالح قوم لوط قوم شعیب علیہم السلام رہ چکی تھیں تو اس علاقہ کو قدیم فلسطین کہا گیا ہے جس دور میں اللہ نے بنی اسرائیل کو کہا تھا کہ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ (2-122) یعنی میں نے تمھیں اقوام عالم پر فضیلت دی تھی۔ اور جناب ابراہیم و جناب خاتم الانبیاء علیہما السلام کا اردن کے قریب پیٹرا کا قرآن والا مکہ بھی فلسطین کی حدود میں ہے جس کی وجہ سے پیٹرا والا مکہ تو ارض مقدس کی جغرافیہ میں آجاتا ہے لیکن عباسی خلافت والوں نے جو اپنے دور اقتدار میں ابراہیمی مکہ سے 1311 کلومیٹر دور موجودہ سعودی حکومت والا مکہ بنایا تھا وہ ارض مقدس یعنی مہبط وحی کی حدود میں نہیں آتا۔ جبکہ نقشے کے مطابق قدیمی اور موجودہ مدینۃ المنورہ قدیمی فلسطین کے نقشے میں دکھایا گیا ہے اس حوالہ سے ہجرت رسول کا شہر مدینہ ارض مقدس میں شمار ہوجاتا ہے سو ان سب علاقوں کے پیش نظر ان سب پراونسز کا سینٹرل ہیڈ کوارٹر جارڈن کے قریب پیٹرا والا مکہ اور بکہ بنتا ہے اور اسکو اللہ کی جانب سے قرآن حکیم میں ام القریٰ کا لقب دینا بھی اسوقت درست ہوسکے گا جب پیٹرا کو مکہ بکہ مانا جائے گا۔ ورنہ عباسیوں کے موجودہ سعودی والے مکہ پر ام القریٰ کی معنویت فٹ نہیں آتی۔ میں پھر تکرار سے یاد دلاتا ہوں کہ اللہ نے جو فرمایا کہ ابراہیم کو مکہ بکہ بطور ام القریٰ دیا گیا اسکو پہچاننے کی کئی ساری علامات سے ایک جغرافیائی علامت بھی ہم

آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ اسکے اندر اسکے بیچ میں ایک وادیء غیر ذی زرع بھی ہے یہ ایسی نشانی ہے جو اگر اتحاد ثلاثہ والے خود بنفس نفیس اور انکے گماشتہ سارے امامی فرقے اکٹھے ہو جائیں پھر بھی وہ بکہ مکہ کے پیڑ اوالے جبل کے بیچ میں جو وادیء غیر ذی زرع ہے اس جیسی وادی موجودہ مکہ میں نہیں بناسکتے اسی خاطر اللہ نے تو خاص شکایت کی کہ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ (12-105) یعنی آسمانوں اور زمین کے اندر کئی ساری نشانیاں ہیں جن کے اوپر لوگ چل پھر رہے ہیں لیکن انکو سمجھنے سے مونہہ موڑے ہوئے ہیں۔

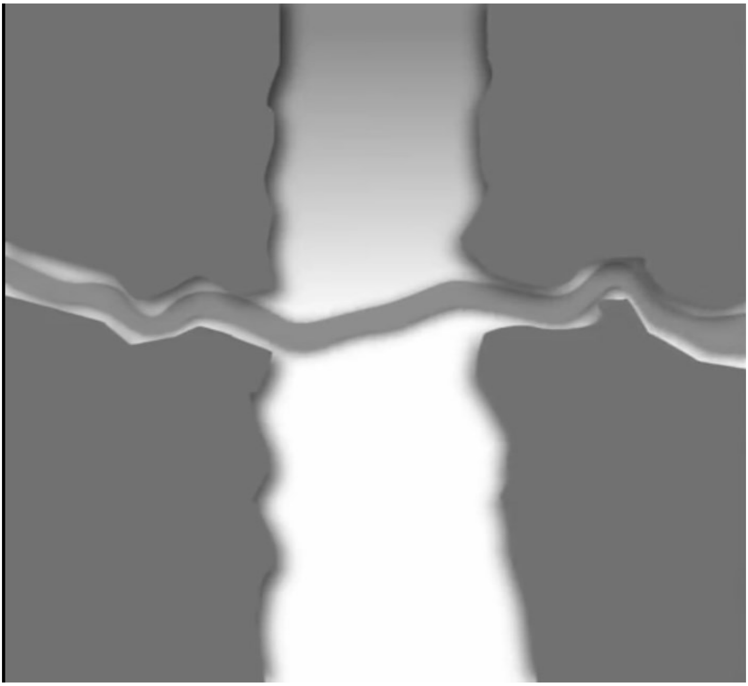

یہ وادیء غیر ذی زرع ہے

محترم قارئین! یہی تو بات ہے جو اتحاد ثلاثہ کے یہود مجوس اور نصاریٰ نے اسلام کے اندر مسلم امت کے اندر اپنوں میں سے جبہ پوش اور داڑھی پوش ففتھ کالمسٹ دانشوروں کو امام قاضی القضاہ قطب الاقطاب اور خبر نہیں کن کن القاب سے امت کی صفوں میں گھسیڑ کر اسلام کو مجوسائیز کر دیا ہے اور بکہ مکہ کے پیٹرا نامی پہاڑ کے بیچ میں اللہ عزوجل نے جو فیہ اٰیات بینات کے طور پر وہ وادیء جو جس میں زراعت نہ ہوسکے مکہ شہر کی شناخت کے طور پر رکھدی تو عباسی دور کے امامی دانشوروں نے فی الفور حدیث تیار کر دی کہ اجڑے ہوئے کھنڈرات یہ مغضوب علیہم مقامات ہیں وہاں سے گذرتے وقت ڈرتے ہوئے جلدی جلدی نو دو گیارہ ہو جاؤ جبکہ رب تعالیٰ نے کئی بار قراٰن حکیم میں افلم یسیروا فی الارض سے دنیا کی تہذیبوں کو کھنگھالنے کی ترغیب دی ہے وہاں جاکر غور و فکر کی ترغیب دی ہے وہاں گلی گلی ایک ایک اینٹ ایک ایک ٹھیکری کو بھی چیک کرو۔ اللہ نے قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کو چیک کرنے کے لئے انکی تہذیبوں اور کلچرس کو چیک کرنے کا حکم دیا(3-137) اگر ہم مکہ کے پہچان کی علامت صرف وادیء غیر ذی زرع پر ہی غور کرتے تو عباسی حکمرانوں کے بنائے ہوئے موجودہ جعلی مکہ شہر کو پہچان جاتے کہ یہ تو ابراہیم و اسماعیل والا مکہ نہیں ہے یہ تو قراٰن اور محمد علیہ السلام والا مکہ نہیں ہے انجیر کے باغات زیتون کے باغات اور کوہ طور کی پہاڑیوں کے حوالوں پر بھی ہم میں سے کسی نے غور نہیں کیا قراٰن دشمن اتحاد ثلاثہ کے ایجنٹ عباسی حاکموں کے بنائے ہوئے مکہ پر بھی کسی

نے کوئی ریسرچ نہیں کی جو اس جگہ ایسے باغات ہی نہیں ہیں سواء دور حاضر کے کینیڈین اسکالر ڈان گبسن اور انڈریل افشمری کے جنھوں نے کتاب برتھ آف اسلام لکھی اور ڈیڑھ گھنٹے کی وڈیو پر ڈاکیو منٹری فلم بھی لائی۔

موجودہ عباسیوں کے بنائے ہوئے کعبہ اور مسجد الحرام مکہ کے بارے میں روایت پرست مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن کا فرمان کہ فیہ اٰیات بینات یعنی مکہ کی جو شناخت کی علامت ہے وہ یہ ہے کہ من دخلہ کان اٰمنا یعنی جو اسکے اندر داخل ہو گا وہ امن میں ہو گا اسکو دشمن کا کچھ بھی خطرہ نہ ہو گا سو یہ کیا علامت ہوئی جو بلقان کی جنگ کے وقت انگریزوں نے ہندستان کے مسلم فوجیوں کے ہاتھوں کعبے پر گولیان چلائیں مقتولین کا عدد گم رکھا گیا ضیاء الحق کے دور میں سعودی کے تنخواہ خور ملائوں نے امام مہدی کو لانے کے لئے کعبہ پر قبضہ کیا سعودی حکومت نے پاکستان کے صدر ضیاء الحق سے کعبہ پر گولیاں چلانے کے لئے فوج مانگی کہ آپ تجربہ کار ہیں آئیں اور ہمیں بچائیں پھر اسکی فوف نے بھی جاکر گولیاں چلائیں مقتولین کا تعداد تو ظاہر نہیں کیا گیا البتہ مسجد الحرام کی دیواروں پر گولیوں کے نشان 1984 میں، میں نے خود جاکر دیکھے تھے دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن شیخ الہند کو حرم کعبہ مسجد الحرام سے ترکوں کے غدار گورنر شریف مکہ نے گرفتار کرکے انگریزوں کے حوالے کیا تو یہ واقعات بتاتے ہیں کہ انکی من دخلہ کان اٰمنا کی علامت وای ایسی معنی کرنا درست ثابت نہیں ہوئی صحیح معنی وہ ہے جو ہم بتا چکے۔ یعنی ہمارا عالمی جج ابراہیم ہر فریادی

مظلوم کی داد رسی کریگا جو بھی عدالت مسجد الحرام میں آئے گا۔ اسے اپنے فیصلوں سے امن فراہم کریگا۔

اصل مکہ کے ہوتے ہوئے آخر جعلی مکہ کی ضرورت کیوں؟

محترم قارئین! بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلم امت کی موجودہ تاریخ بھی مکمل طور پر مسخ شدہ اور جعلی ہے۔ قارئین کو اس سوال کے جواب سمجھنے سے پہلے اس بات پر غور کرنا ہو گا کہ ان کے پاس اصل اور خالص دین اسلام بھی نہیں ہے جو قرآن حکیم کی شکل میں موجود ہے پھر رد قرآن کا ایک فرضی جعلی اور مکمل بوگس نصاب تعلیم دین اسلام کے نام سے امت کی مذہبی درسگاہوں میں رائج کیا ہوا ہے!!!۔ صدیوں سے بلکہ عباسی دور خلافت سے لیکر تادم تحریر مسائل دین قرآن کے حوالوں سے پڑھنا پڑھانا بند ہیں عدالتوں میں قرآن کے حوالوں سے فیصلے کرنے پر پندش ہے اہل مطالعہ اور اخبار بین لوگوں کو معلوم ہو گا کہ اسلام کے نام پر جو کئی فرقے ہیں ان میں سے ہر ایک کا مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ انکی اولاد کو سرکاری اسکولوں میں انکے والے اماموں کا فقہ پڑھایا جائے خود گورنمنٹ پاکستان کے قانون میں مذہبی مدارس اور مساجد کی انتظامیہ کمیٹیوں کو رجسٹر کرنے کے سرکاری پروفارما کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اس مسجد یا مدرسہ کی کمیٹی کا تعلق کس امامی فقہ سے ہو گا یا کس امامی فرقہ سے ہو گا حکومت پاکستان کے قانون میں سارے امامی فرقے رجسٹرڈ ہیں یعنی قبول ہیں لیکن خالص قرآن سے فیصلے دینا قبول نہیں اسلامی جمہوری حکومت پاکستان کے بغیر لکھے

ہوئے قانون میں ایک قانون جاری ہے وہ یہ کہ مسائل حیات قرآن سے اخذ کرنے کے اوپر بندش ہے۔ یہ بات مجھے نیوی کے ایک افسر نے بتائی جو خود اسنے کراچی یورنیورسٹی سے اجازت لی کہ وہ قراٰن کی تفسیر قراٰن سے کے موضوع پر PHD کریگا پہلے اسکو اجازت دی گئی اس پر اسنے کچھ کام بھی کیا پھر اسے روکا گیا میں نے اس سے سبب پوچھا تو اسنے بولا کہ شاید اس وجہ سے کہ قراٰن کی تفسیر وہ صحیح نہیں ہے جو خود خدا بتائے بلکہ جو امام لوگ بتائیں وہ صحیح ہے۔ میں اصل سوال کی طرف آتا ہوں کہ حقیقی اصلی مکہ جسکے لئے قراٰن کا سرٹیفکیٹ ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۶﴾ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ (97-96-3) یعنی ابراہیمی مکہ کا کل غرض وغایت سیاسی حکمرانی ہے جس کے منشور میں ہے کہ وہ ناس کے لئے ہے یعنی بیت اللہ کی مسجد الحرام ناس کے لئے ہے۔ ناس کا ایک مطلب ہے کہ کمزوروں کے لئے ہے جن کے لوٹے ہوئے چھینے ہوئے حقوق لٹیروں سے واپس کراکے انکو دلائے جائیں۔ ناس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ آنے اور رہنے پر کسی بھی مذہبی چھاپ کی اجارہ داری نہیں ہوگی ہر مذہب کا ہندو سکھ مسلم عیسائی حتیٰ کہ منکر خدا اتھیسٹ بھی سب لوگ ناس کی معنی میں شامل ہیں۔ یعنی سیکیولرازم جو اپنی اصل معنی میں قراٰن سے ملا ہے، جو ابراہیمی مکہ قراٰن کے مکہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے مکہ میں رائج تھا۔ تو جناب رسول علیہ السلام کا لایا ہوا انقلاب ختم نبوت بھی خالص سیکیولر تھا جسکی پوری دنیا کے مذاہب کے

لوگوں کو دعوت تھی کہ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ (3-64) ابراہیم علیہ السلام بھی بجاء کسی فرقے کے ذآت انسان کے لئے تھا قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ (124-2) یعنی جملہ انسانوں کا قائد امام اور پیشوا تھا جسکی قیادت میں کسی بھی مذہبی فرقہ واریت اور مت بھید کی کوئی گنجائش نہیں تھی تو محمد علیہ السلام جو اسکی اولاد سے خاتم الانبیاء ہو کر آیا اسکا خطاب بھی قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (7-158) تھا یعنی محمد علیہ السلام کی نبوت بھی عام انسانوں کے لئے تھی اور ہے۔ یعنی سب انسانوں کے لئے اسکی نبوت یکساں ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

سو محترم قارئین! پیٹرا کا مکہ جس جگہ آج بھی وادیء غیر ذی زرع ہے جو سب کو بلا بلا کر بتا رہی ہے کہ ابراہیم محمد علیہما السلام اور قراٰن کا مکہ میں ہوں۔ سعودیہ میں جو مکہ ہے وہ عباسیوں کا ہے۔

میں جو بات بتانا چاہتا ہوں کہ پھر آخر عباسی خلفاء نے اس اصلی مکہ کو چھوڑ کر 1311 کلو میٹر دور غیر مقدس علائقہ میں جعلی مکہ کیوں بنایا؟ اس سوال کے جواب کے لئے قارئین کو جناب رسول انقلاب کے منشور قراٰن پر غور کرنا ہو گا جس میں ابراہیم اپنے رب سے کہتا ہے کہ تو نے جب مجھے امامت اور قیادت دی ہے تو اسکو موروثی بنا کر میری اولاد کے لئے بھی اسے سرٹیفائیڈ کرو تو جواب میں رب تعالیٰ نے فرمایا کہ لاینال عھدی الظالمین یعنی میرے

عہدے صرف آل ہونے کی بنیاد پر نہیں بانٹے جائیں گے آل میں سے کوئی ظالم بھی بن سکتا ہے اس لئے نبوت کا ورثہ میرٹ چاہتا ہے صرف آل بغیر میرٹ کے کام کی نہیں ہوتی اس اصول کے بعد جناب خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام کے لئے قرآن میں اللہ نے اعلان بھی کیا کہ میں نبی بنانے کا سلسلہ ختم کرکے محمد کو آل ہی نہیں دے رہا جو کوئی نبوت کو موروثی قرار دیکر آل محمد کے نام سے خود کیلئے نبی ہونے کی دعوی کر بیٹھے۔

جناب قارئین! عالمی سامراج عالمی صیہونیت عالمی فری میسن جیسے منشور کے لئے قرآن بتاتا ہے کہ یہ استحصالی بنی اسرائیلیوں نے جناب داؤد علیہ السلام کے دور میں بنائی تھی (17-4) (21-80) سو اتحاد ثلاثہ کے فکری قائد یہودی تھے سبائی تحریک کا قائد عبداللہ بن سبا اتحاد ثلاثہ کا بھی فکری قائد تھا۔ یہ لوگ قرآن حکیم کے فلسفہ انقلاب کے بہت بڑے عالم تھے وہ جانتے تھے کہ قرآن حکیم کے حکم اقیموا الصلوۃ میں اسٹیٹ سروسز کا کتنا تو فلسفہ سمایا ہوا ہے جو اس سے بیوروکریسی گویا کہ دن رات ایمرجنسی میں سے گذر رہی ہوتی ہے اور قرآن نے اقیموا الصلوۃ حکم کی پیروی کرنے کا بھی اتنا تو آٹومیٹک اور ٹائیٹ سسٹم قائم رکھا ہے جو فرمایا کہ رعیت کا کوئی بھی فرد اگر بھوکا مرتا ہو تو فویل للمصلین متعلقہ افسروں کے خلاف اتنا تو ویل مچاؤ جو انکا جینا مرنا دوبھر ہو جائے قرآن کہتا ہے کہ نوکرشاہی کی کاغذی رپورٹوں کو کافی نہ سمجھو کہ یہ اتنے سارے کام انھوں نے سرانجام کئے ہیں اقیموا الصلوۃ یعنی کسی کی بھی ڈیوٹی اس وقت درست اور

کامیاب سمجھی جائے گی جب افراد معاشرہ کے اندر اٰتوالزکوۃ پر پورا پورا عمل ہو یعنی سب کے کھانے پینے کی ضروریات کی فراہمی کے ساتھ مریضوں کو علاج ملتا ہو تعلیمی اداروں میں پڑھائی درست طریقہ پر ہوتی ہو معاشرہ کا کوئی فرد بغیر چھت کے نہ ہو یعنی افراد رعیت کو گھر فراہم کرنا یہ بھی اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ (41-22) حکومت کی ذمہ داری ہے اتنی جو اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوۡعَ فِیۡھَا وَ لَا تَعۡرٰی ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّکَ لَا تَظۡمَؤُا فِیۡھَا وَ لَا تَضۡحٰی ﴿۱۱۹﴾ (118-119-20) یعنی رعیت کا کوئی فرد نہ بھوکا رہے نہ ننگا رہے نہ پیاسا رہے نہ دھوپ میں رہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے تمھاری ساری عدالتیں سارے تھانے ہر وقت معلم اور چوکیدار بن کر کام کریں۔

جناب قارئین! اتحاد ثلاثہ کے امامی لقب یافتہ دانشور جانتے تھے کہ قرآن نے وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَا ذَا یُنۡفِقُوۡنَ ۬ؕ قُلِ الۡعَفۡوَ (219-2) سے ذاتی ملکیت پر بندش عائد کی ہوئی ہے اور حکم مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗۤ اَسۡرٰی (67-8) سے غلام سازی پر بندش عائد کی ہوئی ہے اور وَ لَھُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡھِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۪ (228-2) سے عورتوں اور مردوں میں برابری کا قانون لاگو کیا ہوا ہے۔ امپورٹڈ امامی کھیپ کو پتہ تھا کہ قرآن نے وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾ (39-53) کے حکم سے جو کمائے وہ کھائے کا قانون پاس کیا ہوا ہے وَ قَدَّرَ فِیۡھَاۤ اَقۡوَاتَھَا فِیۡۤ اَرۡبَعَۃِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ ﴿۱۰﴾ (10-41) کے حکم سے معاشی

مساوات قائم کی ہوئی ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ (49-13) سے نسل پرستی خاندان پرستی کے بجاء فضیلت کے درجے آنیسٹی اور کارکردگی پر ہیں۔

محترم قارئین! میں یہاں قرآن حکیم کے ایسے ساری اصلاحات کا تو ذکر نہیں کرسکتا مختصر اتنا عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ فتح فارس کے بعد اسلامی حکومت کے خلیفہ ثانی عمر کے سامنے جب تستر کا گورنر ہرمزان قید کرکے اسکے سامنے پیش کیا گیا تو اسے عمر نے کہا کہ ہرمزا اس سے پہلے تم فارس والے ہم کمزور عربوں کے ساتھ لڑنا بھی عیب سمجھتے تھے اپنے لئے عار سمجھتے تھے آج تو ہمارے سامنے پابجولان ہو۔ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ ہرمزان نے کہا کہ عمر! تم پہلے ہمارے ساتھ لڑنے کیلئے اکیلے آتے تھے اس باری تمھارے ساتھ قرآن تھا!!! ہرمزان کے جواب کا مطلب تھا کہ اس بار تمھارے ساتھ قرآن کے انسان دوست نظریات تھے یعنی یہ جنگ ہم سے قرآن کے اصولوں اور نظریوں نے جیتی ہے تم نے نہیں جیتی۔

محترم قارئین! میں مضمون کو مختصر کرتے ہوئے عرض گذار ہوں کہ قرآن کے فلسفہ حیات کا یہ انقلاب، استحصالی عالمی سامراج کو راس نہیں آیا جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے اس قرآنی انقلاب سے پہلے پوری انسانی آبادی چکی کے دو پاٹوں کے بیچ میں پس رہی تھی روم اور فارس کے ان عفریتوں کو حاملین قرآن کے لائے ہوئے انقلاب سے چڑ تھی جو انقلابی اونٹوں اور بھیڑوں کے چرواہے تھے وہ قرآن سے ملکر انسانوں کے امام بن گئے اس سارے انقلاب کا مرکز پیڑا

اوالا وادیء غیر ذی زرع والا مکہ تھا انجیر اور زیتونوں کے باغوں کے قریب والا مکہ تھا طور کی پہاڑیوں کے قریب والا مکہ اور بکہ تھا جس کے اندر فکرو فلسفہ اور کائنات کی تاریخ پر مشتمل آدھے سے زیادہ قرآن کا حصہ اس مکہ میں نازل ہوا تھااور حکمرانی کے قوانین اور سماجیات کے قوانین پر مشتمل حصہ قرآن مدینۃ المنورہ میں نازل ہوا تھااور فتح مکہ کے بعد انقلاب نبوت کا دارالحکومت اور کیپیٹل پوائنٹ مکہ بنا تھا بحوالہ سورت القصص آیت (85-28) میں یہاں بر سبیل تذکرہ عرض کروں کہ مسلم امت کی موجودہ روایات گزیدہ تاریخ میں تو لکھا ہوا ہے کہ فتح مکہ کے بعد جناب رسول اللہ واپس مدینہ تشریف لے آئے روایات کا علم تو بھولے سے بھی جناب رسول علیہ السلام کو سیاسی حکمران نہیں مانتا۔ سو اگر اسلامی تاریخ کو مسلم تاریخ کو بجاء علم حدیث کے قرآن کے تابع بنا کر تیار کیا جائے تو پوری تاریخ ہی الٹ پلٹ ہو جائے گی مثال کے طور پر سورت الفیل میں ہے کہ اے محمد!! تو نے خود دیکھا جو جب تیرے رب نے حملہ آوروں کے اوپر اونٹوں کا ہر اول دستہ مقابلہ کے لئے بھیجا تو اس دستہ میں تو خود دشمن پر کیا تو سنگ باری کر رہا تھا اب بتایا جائے کہ محمد جو ایک تیر انداز (17-8) لڑاکو سپاہی بھی ہے اور جنگجو کمانڈر بھی ہے وہ محمد علیہ السلام نبوت سے پہلے ابرہ بادشاہ کے لشکر کے ساتھ اونٹ سوار دستہ کے ذریعے مقابلہ کرتا ہے جبکہ علم حدیث والوں نے جھوٹی حدیثیں لکھ ماریں کہ نبی علیہ السلام ابرہ کی جنگ کے دس پندرھں دن بعد میں پیدا ہوئے۔

جناب قارئین! حدیث سازوں کے جھوٹ بھی انکے مطابق بڑی مقصدیت رکھتے ہیں وہ یہ کہ قرآن کی اس اطلاع کہ جناب محمد ایک جنگی کمانڈر سپہ سالار اور تیر انداز رہے ہیں حدیث ساز سامراج کو یہ بات گوارا نہیں تھی اس لئے کہ علم حدیث تیار کرانے والی مافیا والے چاہتے ہیں کہ جناب رسول کا تعارف ایک خانقاہی جبہ پوش پیر کا سا ہو نہ کہ ایک انقلابی نظریاتی سیاسی حکمران کے مثل ہو۔

سو جو لوگ جناب رسول کے انقلابی ساتھی تھے انکی با قائدہ ورثہ بورثہ حکومت ایک سو تینتیس ہجری سال تک رہی ہے یہ سارے خلفاء قریش میں سے تھے جن کو روایات سے تاریخ بنانے والے دشمنوں نے گالی دیتے ہوئے ازروء تبرا بنو امیہ مشہور کر کے لکھا ہے ورنہ حقیقی طور پر کسی شخص کا بھی امیہ نام نہیں ہے نہ ہی کوئی بنو امیہ قبیلہ ہے کیونکہ اسکی معنی ہوتی ہے ماں والا یعنی ولد نا معلوم کوئی بھی اہل مطالعہ میری بات پر پریشان نہ ہو کیونکہ نوجوان محمد علیہ السلام کو دشمن کے اوپر قرآن حکیم جب سنگ باری کرنے والا لکھتا ہے تو یہ حدیثوں میں لکھتے ہیں کہ اس جنگ کے دنوں محمد پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور قرآن حکیم عربی زبان کے لفظ ابل بمعنی اونٹ اور اسکا علم صرف کے لحاظ سے جمع کا صیغہ جمع منتھی المجموع ابابیل بنتا ہے تو اسکی معنی لکھتے ہیں آدھے چھٹانگ والی کالی چڑیا۔ سو جو لوگ اونٹ کو چڑیا بنا ڈالیں اور نوجوان جنگ میں شریک محمد علیہ السلام کو لکھیں کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو انکی روایات گزیدہ تاریخ کیونکر سچ ہو سکتی ہے۔ اور چڑیا کی چونچ میں توروڑی کا چھوٹا سا پتھر بھی نہیں آسکتا اللہ نے تو لفظ حجر

لکھا ہے جو کم سے کم آدھے کلو کا ہوتا ہے مترجمین قرآن نے وہ چڑیا سے چونچ میں کیسے اٹھوایا۔

جناب قارئین! اصلی مکہ پیٹرا والا مکہ وادیء غیر ذی زرع بکہ کے اندر قرآن کی سکھائی ہوئی سمجھائی ہوئی بتائی ہوئی فلاحی گورنمنٹ مکمل طرح سے قائم تھی نافذ تھی اس مملکت کا بانی محمد علیہ السلام خود بنفس نفیس جب بازاروں میں حمالی کی مزدوری کرتا ہے تب اس کے گھر میں چولھا جلتا ہے اور اسے کھانا ملتا ہے بحوالہ سورت الفرقان آیت نمبر 07 اس پیٹرا والے مکہ میں قرآن حکیم کی فلاحی اسٹیٹ کی انسانی مساوات تھی جن میں کی کچھ مثالیں گذر چکی ہیں، قرآنی معاشرت اس انجیروں اور زیتونوں والے مکہ کے کلچر کا ایک سمبالک شاہکار رہی ہے سو اسکے مقابل جو قریش خلفاء کو ہٹانے کے لئے خلاف قرآن تحریک یہودیوں مجوسیوں اور نصاریٰ نے چلائی تھی اس تحریک کا بنیاد ہی یوٹوپیائی آل محمد کے اوپر تھا نسل پرستی کے اوپر تھا اسکے لئے ان آل پرستی پر انقلاب لانے والوں کو وادیء غیر ذی زرع پیٹرا والا مکہ انکے بنائے ہوئے مذہب کو کبھی بھی قبول نہ کرتا پنپنے نہ دیتا سو خلفاء قریش کے خلاف اتحاد ثلاثہ کے دانشوروں نے جو تحریک چلائی تھی اسکا سارا بنیاد جعلی آل محمد کے اوپر تھا اس لئے انکو خود اپنے جعلی آل والے نظریہ کو منوانے کے لئے آرٹیفیشل مکہ اور جعلی مکہ کی بھی ضرورت تھی پھر اسکی مسجد الحرام ہی کیوں نہ کسی ڈیم میں ہو اور کیوں نہ اسکے اندر کوئی وادیء غیر ذی زرع بھی نہ ہو اور کیوں نہ اسکے آس پاس میں انجیر کے باغات اور زیتون کے باغات ہی

نہ ہوں اور کیوں نہ اسکے پڑوس میں کوہ طور کے پہاڑوں کا سلسلہ ہی نہ ہو اسلئے جعلی اٰل محمد کے نام پر تحریک چلانے والوں نے خلفاء قریش کو شکست دینے سے کئی سال پہلے موجودہ سعودی والے مکہ کی پیٹرا والے اصلی مکہ سے تیرہ سو گیارہ کلومیٹر دور جعلی مکہ بنانے کی شروعات مخفی طور پر کر رکھی تھی پھر کامیاب ہوتے ہی اپنے ایک بڑے کو عباس کے نام سے رسول کا چاچا قرار دیکر خود بھی اٰل محمد بن گئے ورنہ عباس نام کا کوئی بھی شخص جناب رسول کا چچا ہو نہیں سکتا وہ اس دلیل سے جو اس لفظ عباس کی معنی بئس الاسم الفسوق کے زمرہ میں آجاتی ہے یعنی بری معنی والا نام وہ اسطرح کہ عباس کا جو اصل عبس ہے لغت والوں نے عبس کی معنی لکھی ہے اونٹ کی لید اور پیشاب جب اسکے دم کو لگاتار لگتا رہے پھر وہ دم سوکھ کر ٹھوٹھ ہو جائے تو اسکو عبس کہا جاتا ہے اور قرآن حکیم نے بھی لفظ عبس کو اپنے مونہہ پر تیوری چڑھانے کی معنی میں استعمال کیا ہے جو اس سے نارمل مونہہ نہیں رہتا۔ سو اگر جناب رسول کا چاچا عباس نام سے ہوتا تو جناب رسول قرآن پر عمل کرتے ہوئے یقین کے ساتھ اسکا نام بدل دیتے بحوالہ سورت الحجرات آیت نمبر گیارہ۔

مطلب کہ جعلی مکہ فاتح عباسیوں کی ضرورت تھی اور مجبوری بھی تھی وہ اس لئے کہ اصلی مکہ کے لوگ قرآن حکیم کے اتنے تو پرستار تھے جو نہ ان کی آتش پرستی والی نماز کو قرآنی اصطلاح صلوۃ کے ترجمہ میں وہ قبول کرتے اور نہ ہی زکوۃ کی معنی سال میں ایک سو روپیہ پر ڈھائی روپیہ دیا جائے کو قبول کرتے وہ بھی

جب جو گورنمنٹ کے بجاء پبلک سے لینے ہوں کو قبول کرتے اور نہ ہی حکمرانی والے حج وعمرہ کی جگہ تیرتھ یاترا مثل گناہ بخشوانے والا عمرہ قبول کرتے۔ اس لئے اتحاد ثلاثہ کی اٰل محمد کے نظریہ پر قائم کردہ حکومت کو پیٹرا والا مکہ انکے عباسی انقلاب کے خلاف اقتدار کے خلاف کباب میں ہڈی مثل تھا جس کو انھوں نے اپنے عرصہ اقتدار میں ہی ملیامیٹ کرکے کھنڈرات میں تبدیل کردیااور بڑی کوششوں سے اسکے اردگرد فیہ اٰیات بینات والی علامات کو مسمار کرنے میں بھی لگے رہے پھر بھی جبل پیٹرا آج بھی اپنی جغرافیائی جاء وقوع کے لحاظ سے طور سینین کے سلسلہ جبال کو قریب ہے مچھلی کے شکار کے خشک وتر ڈیم اب بھی وہاں موجود ہیں انجیر اور زیتون کے فارم عباسیوں کے آرٹیفیشل مکہ کے مقابلہ میں پیٹرا کے مکہ کو زیادہ قریب ہیں میں نے جو عباسی حکمرانوں کے ہاتھوں پیٹرا کے مکہ کو ملیامیٹ کرنے کی بات لکھی ہے یہ بات میری نہیں یہ ان اتحاد ثلاثہ کے لکھاری قلمکاروں کی اپنی بات ہے حوالہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ ان کے کاسہ لیس مؤرخین کے کم وبیش سب تاریخ نویسوں نے متفقہ طور پر لکھا ہے کہ بنو عباس نے اقتدار پر آتے ہی بنوامیہ کا نسلی خاتمہ کی حد تک قتل عام کیا اور انکو چن چن کر مارا اس ماجرا میں میں اپنی طرف صرف اتنا کہوں گا کہ اس جنگ میں صرف بنوامیہ نامی قریش اور بنو عباس نامی قبیلہ کی جنگ نہیں تھی بلکہ بنو عباس کے ساتھ کئی ایسے اور بھی قبائل شریک تھے جن کو علم حدیث کے نام سے نظریاتی طور پر اٰل محمد کا قائل کرکے قریش پر قاتل اٰل محمد ہونے کے الزام سے

اپنا پیروکار بنایا گیا تھا ایسے سارے لوگ بنو عباس کے حامی کئے گئے تھے اور دوسری طرف بنو امیہ نامی قریش لوگ جن کے ساتھ قرآن حکیم کے پیروکار نسل پرستی کے مخالف میرٹ کے خواہاں لوگ تھے جن کی بڑی اکثریت پیٹرا کے مکہ میں رہائش پذیر تھی سو ان کو ختم کرنے کے لئے بنو عباس کو ابراہیم اور محمد علیہما السلام کے پیٹرا والے مکہ کو مسمار کرنا ضروری نظر آیا اور اس اصلی شہر مکہ کا نام بھی ہائی جیک کر کے اصلی مکہ کو بے نام کر دیا اور نقلی شہر کو چوری کردہ پرائے نام سے مشہور کر دیا۔ اس طرح ہم تو لٹ گئے جہالت میں جو اس عباسی (سعودی) مکہ میں قرآن کی بتائی ہوئی نشانیوں میں سے ایک بھی نشانی نہ ہونے کے باوجود ہم اسے قرآن والا مکہ تسلیم کئے ہوئے ہیں۔

کم ظرف لئے پھرتے ہیں اعزار کے پرچم
وہ لوگ ہیں چپ جن کے کھرے نام ونسب ہیں
کیا دور ہے جاسوس کھڑے پوچھ رہے ہیں
کس جرم میں لوگوں کو گرفتار کیا جائے
ہم لوگ ہیں تہذیب وشرافت کے گنہگار
ارشاد ہو کس جرم کا اقرار کیا جائے

وَ لَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعۡدَ حِیۡنٍ ﴿۸۸﴾ (38-88)

وقت گذرنے دو قرآن تمہیں سب کچھ بتاتا چلیگا

جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے لائے ہوئے انقلاب کے ٹھیک 132 سالوں کے بعد مفتوح اقوام یہود مجوس نصاریٰ کے اتحاد ثلاثہ کی اتحادی طاقت نے اپنی شکست کا بدلہ لے لیا جسکی انھوں نے شکل وصورت دو قسم کی بنائی ایک یہ کہ اسلامی انقلاب کا جو بنیاد کتاب قرآن پر تھا اس قرآن کے انھوں نے فلسفہ اور روح سے لوگوں کو برغلایا کہ یہ کتاب سمجھ کر پڑھنے کی نہیں ہے اس کتاب کو خالی دیکھنے سے بھی ثواب ملے گا ہاتھ لگانے سے بھی ثواب ملے گا اور ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں بھی ملیں گی ایک طرف اس کتاب کے الفاظ اور آیات کے بے روح وبے مقصد ورد وظائف بنائے گئے تعویذات بنائے گئے دوسری طرف حاملین انقلاب قرآن کی جو نسل قریش خلفاء سے تھی جو شکست کے زمانہ ھجری 132 تک موجود تھی ان سب کو فرد افردا کلین اپ فزیکل آپریشن سے قتل کیا گیا جس کا الزام عباسی فاتحین کے بجاء سوا چار سو سال بعد کے فاتح عیسائی بادشاہ ہلاکو کے گلے میں ڈالا گیا بعینہ اسی طرح قرآنی فکر کے حامی اور علمبردار لوگوں کے قتل کرنے کی طرح انکا تیار کردہ نصاب تعلیم جو قرآن سے مأخوذ کردہ تھا اسے بھی جلادیا گیا اور عباسی انقلابیوں نے جو متبادل نصاب تعلیم تیار کرایا تھا وہ ٹوٹل آتش پرست مجوسیوں یہودیوں اور عیسائی خرافات ک بائیبل، تالمود اور زنداویستا کا ملغوبہ تھا جسکو رسول کی حدیثوں کا نام دیا گیا مزید ان اتحاد ثلاثہ کے ایجنٹ دانشور جن کو امامت کے لقب سے پکارا جاتا ہے انھوں نے پھر ان حدیثوں کے نام سے فقہیں تیار کیں سو عباسی دور سے لے کر آج تک وہ خلاف قرآن احادیث اور فقہوں پر مشتمل علم امت مرحومہ کی نسل کو پڑھایا جارہا ہے بجاء فقہ القرآن کے۔ قرآن کی

تعلیم کہ نبی علیہ السلام کے ساتھی آپس میں رحیم وکریم ہیں (29-48) اسکے خلاف حدیثوں میں مشاجرات صحابہ کی روایتیں بنائی گئیں اور بغض صحابہ کی بنیاد پر اصحاب رسول کے گالیوں والے فرضی نام تجویز کرکے انکے ناموں سے فرضی لڑائیاں لکھ کر قرآن کو جھوٹا قرار دینے کی سازشیں کی گئیں تو انکے رد میں قرآن نے بتایا کہ ایسے ناموں والے لوگ مثلاً معاویہ بمعنی بھونکنے والا اور خدیجہ بمعنی اونٹنی کا کچی حالت میں قبل ازوقت گراہوا بچہ یہ افراد سب فرضی ہیں پیدا ہی نہیں ہوئے اگر نبی کے زمانے میں ان ناموں والے لوگ ہوتے تو جناب رسول بحکم قرآن (11-49) ضرور ایسے نام مٹادیتے اور عائشہ کے نام کی معنی میں بھی ڈبل مفہوم سمایا ہوا ہے ایک گذر سفر کرنے والی دوسری معنی عیاشی کرنے والی اسکے حوالہ سے اسکی جناب رسول کے ساتھ نکاح کی عمر بھی قرآن کی بتائی ہوئی عمر (6-4) کے خلاف لکھی گئی ہے مطلب کہ یہ عائشہ نام کی لڑکی بھی فرضی ہے وہ پیدا ہی نہیں ہوئی اسکے نام سے منسوب سب واقعات اور باتیں بھی جعلی اور فرضی ہیں اگر عائشہ کے وجود کو تسلیم کریں گے تو جناب رسول پر قرآن کی مخالفت کا الزام آجائے گا۔ یہ سب باتیں خلاف قرآن علم حدیث کی پیداوار ہیں سو جس امت کے پاس قرآن کی صحیح تعبیرات ہی محفوظ نہ رہ سکی ہوں تو ایسی امت سے جاگرافیکل مرکز رسول مکۃ المکرمہ کے چھینے جانے پر کیا تعجب اور افسوس کیا جا سکتا ہے اصل مکہ کی نشاندہی اگر عیسائی دانشور ڈان گبسن کرتا ہے تو قرآن اسکی تائید کرتا ہے اگر روایت ساز لوگ اصحاب رسول کو خاندان رسول کا قاتل قرار دیتے ہیں تو ایسے قاتلوں کے وجود سے ہی قرآن حکیم انکار کرتا ہے کہ یہ لوگ پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں جس سے پھر مسلم امت کے موجودہ سارے علم پر حرف غلط کی سی لکیر آجاتی ہے۔وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾ ۔